حکوت بنی امیہ کی سفا کیاں

عالیجناب مولانا شاہ سید ظفر سجاد صاحب قبلہ، سجادہ نشین خانقاہ ابوالعلائیہ داناپور، ضلع پٹنہ، بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس طرح حضرت مولیٰ (علیؑ) نے متعدد بار اپنے کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم پر نثار اور قربان کیا، اسی طرح حضرت امام حسینؑ نے بھی دین الٰہی وامت مرحومہ کے تحفظ کے لئے اپنے کو نثار کردیا۔ اور ایسا نثار کیا کہ جس سے بنوامیہ کی تمام مکاریوں اور بدعقیدگیوں کا پردہ چاک ہوگیا جو وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین و ناموس مقدس کے حق میں رکھتے تھے اور وہ سازش بھی آشکارا ہوگئی جو خلافت راشدہ کے بعد بنوامیہ نے اہل بیت علیہم السلام کے خلاف تیار کر رکھی تھی۔

۴۹ھ میں امیر معاویہ کے عہد میں سازش کر کے حضرت امام حسنؑ کو زہر ہلاہل پلایا گیا اور یہ سازش مدینہ میں امیر معاویہ کے منظور نظر گورنر مروان[1] بن الحکم کے ذریعہ عمل میں لائی گئی۔ پھر یزید کے دور حکومت میں حضرت امام حسینؑ اور ان کے ساتھ تمام اہل بیتؑ کو میدان کربلا میں تہ تیغ کیا گیا۔ ان دشمنان اہلبیتؑ کا مقصد یہی تھا کہ نسل فاطمہؑ میں سے کسی کو زندہ باقی نہ رکھا جائے جو بعد میں خلافت کا دعویدار ہو۔ کیونکہ بنوامیہ خود اپنے کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے۔ اور خلیفۂ ثالث کے بعد ہی سے نبوت وخلافت کے عدم اجتماع کا پروپیگنڈہ شروع کر رکھا تھا تاکہ اہلبیتؑ میں کسی کو خلافت کے دعوے کی ہمت باقی نہ رہے۔ جیسا کہ علی بن عیسیٰ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ امیر معاویہ نے ایک بار بنی ہاشم کو مخاطب کر کے کہا نبوت کی طرح خلافت کا حق بھی تم ہی لوگ چاہتے ہو حالانکہ یہ دونوں باتیں کسی ایک (بنی ہاشم) میں جمع نہیں ہوسکتیں[2]۔ اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ ہم لوگ شرف نبوت کی بنا پر خلافت کا دعویٰ کیوں نہ کریں، اس میں کیا خرابی ہے؟ اگر آپ کا یہ کہنا صحیح ہے تو اس کے کیا معنی ہوں گے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَقَدْ اٰتَیْنَا اٰلَ اِبْرَاهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا۔

ترجمہ: ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت اور شاندار حکومت عطا کی۔

اس آیت میں کتاب سے نبوت اور حکمت سے سنت اور ملک سے خلافت مراد ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ ہم لوگ اولاد ابراہیمؑ ہی سے ہیں۔ اس لئے آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ دونوں ایک ہی حکم میں شامل ہیں۔

امیر معاویہ کسی قیمت پر بھی خلافت اور حکومت کو ہاتھ سے دینا نہیں چاہتے تھے۔ اپنے آبا واجداد کی طرح ملکی جوڑ توڑ میں یہ شہرۂ آفاق تھے۔

حضرت مولیٰ (علیؑ) کو ان کی خلافت کے زمانہ میں کبھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ یہ برسوں کی بات کو پہلے سوچا کرتے تھے اور تدبیر میں مصروف ہوجایا کرتے تھے۔ دنیا کی ان کو کافی سمجھ تھی مکر، حیلہ، دغا، فریب، جھوٹ سے کام نکالنے میں نہ چوکتے تھے۔ جنگ صفین انہیں کی وجہ سے قائم ہوئی جس میں ہزاروں مسلمان قتل ہوئے۔ اسی جنگ میں حضرت عمار بن یاسر شامی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے، جن کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ ہمیشہ حق کا ساتھ دیں گے اور باغی جماعت ان کو شہید کرے گی۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی جنگ

---

[1] (از تفریح الاذکیا، ج ۲، صفحہ ۵۱۲) [2] سیرت شہید کربلا ج ۲ ص ۲۴۶ ترجمۃ الحسین مصری

صفین میں پوری اتری۔ جنگ صفین کا خاتمہ حکم کے فیصلہ پر ہوا۔ اس میں بھی امیر معاویہ نے دغا سے کام لیا۔ امام الہند ابوالکلام آزاد نے اپنے ایک مقالہ بنام ''اسلام وآزادی'' کے صفحہ ۷۴ پر اس واقعۂ حکم کو اس طرح لکھا ہے کہ:

''واقعہ تحکیم میں معاویہ کے نائب عمرو بن عاص نے مکر وخدع سے کام لیا تھا۔ اور قوم کو دھوکا دینا چاہا تھا۔۔۔''

حضرت مولیٰ (علیؑ) کی شہادت کے بعد امیر معاویہ نے حضرت امام حسنؑ پر بھی فوج کشی کی۔ دونوں لشکر عرصہ تک ایک دوسرے کے مقابل رہے۔ آخر حضرت امام حسنؑ نے مسلمانوں کی خونریزی کو دیکھتے ہوئے چند شرائط پر حکومت، امیر معاویہ کے سپرد فرمادی۔ اس طرح امیر معاویہ کی دیرینہ آرزو برآئی اور اہلبیتؑ پر مظالم کے دروازے کھل گئے۔

حصول حکومت کے بعد امیر معاویہ کا دل حضرت مولیٰ کی طرف سے صاف ہوجانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ مومن کی یہی شان ہے لیکن ایسا نہ ہوا۔ وہ اپنے خطبات میں برابر حضرت مولیٰ پر لعن و طعن کرتے رہے، اور تمام جگہوں میں یہ حکم نافذ کردیا کہ برسرمنبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو گالیاں دی جائیں۔ اسی لئے ان کے بعد بنو امیہ میں بھی یہ طریقہ جاری ہوگیا لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس مذموم طریقہ کو اپنے زمانہ میں مٹادیا۔(۱)

مکہ مکرمہ کا امیر جب خالد بن عبداللہ قسری تھا تو وہ اپنے خطبہ میں حضرت علیؑ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت حسینؑ علیہم السلام پر لعنتیں کرتا تھا۔ چنانچہ عبیداللہ بن کثیر سہمی کے یہ دوشعر اسی کے جواب میں ہیں(۲)۔

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ یَسُبُّ عَلِیّاً وَحُسَیْنًا مِنْ سُوْقَۃٍ وَاِمَامٍ

جو امیر بارعیت حضرت علیؑ وحضرت حسینؑ کی مذمت کرے اس پر خدا کی لعنت۔

اَیَسَبُّ الْمُطَھَّرُوْنَ جُدُوْداً وَالْکِرَامَ الْآبَآئَ وَالْاَعْمَامِ(۳)

کیا ایسے لوگوں کی بھی مذمت کی جاسکتی ہے جن کے باپ دادا چچا خاندان کے کل لوگ پاک وبزرگ ہوں۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں، صحیح مسلم میں حضرت سعد بن وقاص سے مروی ہے کہ امیر معاویہ نے انہیں مدینۂ منورہ میں حکم دیا تھا کہ وہ حضرت علیؑ کی مذمت کریں، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ (۴)

بلکہ کہا کہ اگر ایسا ہوگا تو میں مسجد نبوی سے نکل جاؤں گا اور پھر کبھی وہاں داخل نہ ہوں گا۔ اس لئے اس وقت تو وہ خاموش رہے لیکن جب حضرت سعد بن وقاص کا انتقال ہوگیا تو امیر معاویہ نے دوسرے موقع پر خود بھی برسرمنبر لعنت کہی اور اپنے تمام اعمال کے نام فرمان جاری کردیئے کہ وہ لوگ بھی لعنت کریں۔(۵)

ناظرین کرام انصاف سے فیصلہ کریں کہ امیر معاویہ کا یہ منہاج السنۃ فعل لعنت حضرت مولیٰ کی شان اقدس میں غیر اسلامی تھا یا نہیں؟ کہاں حضرت مولیٰ کا مرتبہ اور کہاں امیر معاویہ کی شخصیت۔ حضرت مولیٰ کے اس قدر مناقب اور فضائل ہیں جن کا شمار مشکل ہے۔ ان کے بالمقابل امیر معاویہ کی کیا حیثیت ہے اور کیا مناقب ہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اصل بات یہ ہے کہ اس لعنت کے ذریعہ وہ عامۃ المسلمین کے دلوں سے حضرت مولی (علیؑ) کی محبت وعقیدت نکالنا چاہتے تھے جس میں کسی حد تک ان کو کامیابی ہوئی۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ امیر معاویہ ہی کے زمانے سے بنو امیہ شان نبوت وخوارق عادت کو بھلا کر قومی حمیت وغلبہ پر آرہے تھے، اور غلبہ کل عرب ومصر پر بنو امیہ کو حاصل تھا۔(۶) اس غلبہ سے امیر معاویہ نے پورا فائدہ اٹھایا اور بنو ہاشم کو مغلوب بنا کر رکھا۔ ان کے بعد ہی جس قدر حکمراں ہوئے سب نے اسی پر عمل کیا۔

خلافت راشدہ جمہوریہ صحیحہ کی جگہ، مستبدہ وملک عضوض کی بنیاد ڈالی گئی۔ یہ انقلاب بہت شدید تھا۔ اور بہت مشکل تھا کہ ملک کو اس پر راضی کیا جائے۔ صحابہ کرام موجود تھے اور خلافت راشدہ کے واقعات بچے، بچے کی زبان پر تھے۔ اس لئے اس احساس اسلامی کو مٹانے کے لئے تلوار سے کام لیا گیا اور جس نے قوت حق

(۱) شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۳۵۶، مطبوعہ مصر، (۲) الحسین ج ۲ ص ۲۱۶، (۳) منہاج السنۃ ج ۳ ص ۱۰، (۴) عقد الفرید ج ۲ ص ۳۰۰، (۵) ترجمہ ابن خلدون ۵، ص ۵، (۶) ترجمہ ابن خلدون ج ۵ ص ۳۱

ومعرفت سے زبان کھولی اس کو زور شمشیر و نوک خنجر سے چپ کرایا گیا۔ رفتہ رفتہ احساس منقلب اور خیالات پلٹنے لگے۔ پھر بھی ملک میں اہل بیتؑ کے حامی بہت تھے۔ اور محبان علیؑ کی کثرت تھی جو یہ سمجھ رہے تھے کہ بنی امیہ کی اس استبدادی حکومت سے حقیقت روز بروز مستور و محجوب ہوتی جا رہی ہے۔

امیر معاویہ دور اندیش آدمی تھے۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ خلافت کا چناؤ اگر عام مسلمانوں کے مشورے سے ہوا تو یقینی حضرت امام حسینؑ ہی پر لوگوں کی آئندہ نظر انتخاب پڑے گی، اسی لئے یہ لعنت وسب وشتم کا طریقہ نکالا گیا تا کہ لوگوں کے دلوں میں آپ کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ ابتدا میں محبان علیؑ نے اس لعن وطعن پر صبر وتحمل سے کام لیا مگر تا بہ کے۔ ان گالی گلوج سے لوگوں کے کان پک گئے تھے۔ صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ محبان علیؑ نے اس پر احتجاج کرنا شروع کر دیا۔ اور لعن طعن کرنے والوں کی مذمت کرنے لگے۔ انہیں میں حضرت حجر بن عدی اور ان کے رفقاء میں جو علی الاعلان مولیٰ کی مدح اور ان کے دشمنوں کی برائی بیان کرتے تھے۔ حکومت پر ان کا رویہ بڑا شاق گزرا۔ وہ گرفتار کرکے دمشق بھیج دیئے گئے۔ کچھ مدت تک جیل میں رہے۔ پھر امیر معاویہ نے ان سب کے قتل کا حکم صادر کیا۔ قتل کے وقت ان لوگوں سے کہا گیا کہ اگر تم اپنے دوست (حضرت علی) سے بیزاری ظاہر کرو تو چھوڑ دیئے جاؤ گے(۱) لیکن حضرت حجر اور ان کے ساتھی اس گناہ پر تیار نہ ہوئے، اور سب نے خوشی خوشی مرنا قبول کیا۔ اور یکے بعد دیگر قتل ہو گئے۔ ابن خلدون اور دوسرے مؤرخین نے لکھا ہے کہ حجر نے قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھی، اور حاضرین کو وصیت کی کہ میری بیڑی اور ہتھکڑی نہ اتارنا، نہ میرے خون کو دھونا قیامت میں معاویہ سے اسی حالت میں ملوں گا۔

عاشقوں کو قتل گہہ تک یوں مقدر لے چلا
تیغ کا سایہ کئے سر پر ستم گر لے چلا

حضرت حجر صحابۂ کبار میں تھے، ان کے قتل کا کوئی معمولی واقعہ نہ تھا: ممالک اسلامیہ نے ان کے قتل پر سوگ منایا اور اظہار افسوس کیا۔ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حجر مع چند لوگوں کے گرفتار ہو کر شام بھیجے گئے ہیں تو جناب موصوفہ نے عبدالرحمن بن الحرث کو امیر معاویہ کے پاس سفارش کی غرض سے روانہ کیا۔ لیکن یہ اس وقت دمشق پہنچے جب کہ حجر مع اپنے ہمراہیوں کے جام شہادت پی چکے تھے۔ جناب موصوفہ کو اس واقعہ کا مدتوں افسوس رہا۔ (۲) حضرت امام حسینؑ نے بھی ان کی جاں بخشی کی سفارش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ (۳) ربیع ۴ حارثی عامل خراسان کے حجر کے مارے جانے کا واقعہ معلوم ہوا تو ان پر سکتہ سا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بولے۔ عرب ہمیشہ حجر کے بعد سے یوں ہی قتل کیا جائے گا۔ اگر وہ لوگ حجر کے قتل سے رک جاتے تو اپنے کو اس قتل عام سے بچا لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور ذلیل ہو گئے۔ پھر اس کے بعد جمعہ کا دن آیا تو لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: ''میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے، میں کچھ دعا کروں گا تم لوگ آمین کہنا''، پس بعد نماز جمعہ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی ''اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ لِیْ عِنْدَکَ خیر فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ عَاجِلاً''۔ ترجمہ: اے اللہ اگر میری بھلائی تیرے پاس ہو تو مجھے بہت جلد اپنے پاس بلا لے۔'' لوگوں نے موافق ہدایت کے آمین کہی۔ دعا کر کے مسجد سے باہر نکلے، گھر تک پہنچنے نہ پائے تھے کہ گر گئے۔ لوگ اٹھا کر گھر لے گئے اور اسی دن راہی ملک بقا ہوئے۔ (۴) اسی طرح عبدالرحمٰن بن حسان کے زندہ دفن کر ادینے کا بھی دردناک واقعہ ہے۔ یہ بھی عاشق اہل بیتؑ تھے اور حضرت مولیٰ کی مدح سرائی کیا کرتے تھے۔ زیاد نے بحکم امیر معاویہ ان کو زندہ دفن کر دیا۔ (۵)

ظلم ہوتا ہے جفاؤں پہ جفا ہوتی ہے
یوں بھی تو رسم محبت کی ادا ہوتی ہے

یزید بن امیر معاویہ

امیر معاویہ کی سب سے پہلی بدعت اور اسلام و مسلمین پر ان کا

۱۔ از ابن خلدون ج ۵، ص ۳۱، ۲۔ از سیرت شہید کربلا، ۳۔ یہ واقعہ ۵۳ھ کا ہے ابن اثیر ذکر وفات ربیع، ۴۔ ترجمہ ابن خلدون ج ۵ ص ۳، ۳، ۵۔ ابن خلدون ج ۵ ص ۳۰

اولین ظلم یہ ہوا کہ خلفائے اربعہ کے خلاف انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنایا جس سے نظام حکومت اسلامیہ کا تختہ ہی الٹ گیا۔ ابن خلدون نے بھی یہی لکھا ہے کہ یہ معاویہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے اسلام میں اپنے لڑکے کی بیعت لی۔ یزید فاسق و فاجر تھا۔ تارک صلوٰۃ تھا، شراب بہت پیتا تھا اور دوسرے برے کام بھی کیا کرتا تھا۔(۱) امیر معاویہ کو اس کی بری عادتوں کا پورا علم تھا۔ انہوں نے دیدہ و دانستہ یہ عذاب ملت اسلامیہ پر مسلط کیا۔ حق گو لوگوں نے امیر معاویہ کو یزید کی بیعت لینے سے بہت روکا مگر وہ نہ مانے اور اپنی زندگی ہی میں بیعت لینی شروع کردی۔ جس نے انکار کیا اس کو درہم و دینار دے کر راضی کیا گیا، کسی کو قتل کا خوف دلایا گیا۔ چنانچہ یزید کی بیعت کا خیال لے کر امیر معاویہ جب مکہ گئے تو زبردستی لوگوں سے بیعت لی اور مجمع عام میں کہا کہ اللہ کی قسم اگر کسی نے میری بات نہ مانی تو خیر نہ ہوگی۔ یہ کہہ کر اپنے صاحب شرطہ (یعنی باڈی گارڈ یا دستۂ فوج) کو بلا کر حکم دیا کہ جو شخص میرے بیان کی تکذیب کرے اس کی گردن اڑا دینا۔(۲) یہ دیکھ کر حضرت امام حسینؑ و عبداللہ بن زبیر وغیرہما اٹھ کر چلے گئے۔ لوگوں نے بخوف جان یزید کی بیعت کرلی۔

شام میں احنف بن قیس تھے جن سے ابتدا ہی میں امیر معاویہ نے یزید کی ولیعہدی کے تقرر پر مشورہ کیا تھا جس کا جواب انہوں نے نہایت منصفانہ دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین ہم سے کہیں زیادہ آپ یزید کے حالات سے واقف ہیں، اگر وہ امیر المومنین کے خیال میں بار خلافت اٹھانے کی صلاحیت رکھتا ہے تو آپ بخوشی یہ بوجھ اس کے کندھے پر رکھ سکتے ہیں۔ اور اگر وہ صلاحیت نہیں رکھتا ہے تو ہرگز آپ کو یہ بار اس کے سپرد نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے روز آپ سے اس کی باز پرس ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کون ہیں اور کس کی اولاد ہیں پس اگر آپ یزید کو ان دونوں پر ترجیح دیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ سے باز پرس ہوگی۔ پھر آپ وہاں کیا جواب دیں گے۔(۳)

احنف بن قیس کا یہ جواب اور مشورہ نہایت صائب اور حقیقت پر مبنی تھا۔ اگر امیر معاویہ اس پر عمل کرتے تو تاریخ میں ان کا بلند مقام ہوتا اور ان کی گذشتہ غلطیوں اور ظلموں کا کفارہ بن جاتا، لیکن امیر معاویہ پر احنف بن قیس کے مشورہ کا اچھا اثر نہ پڑا۔ احنف بن قیس کے جواب کا دمشق میں ہر طرف چرچا ہونے لگا تھا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب یہ کام نہ ہوسکے گا۔ امیر معاویہ نے دوسرے طریقوں سے اس کی کوشش شروع کی اور اس کی جدو جہد میں مصروف رہے یہاں تک کہ اپنی ہرقلیہ سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے اور یزید پلید کی بیعت لے کر رہے۔

یزید کی حکومت تین سال نو ماہ سے زیادہ رہی سال اول میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ اور دوسرے سال میں تین دن تک مدینہ منورہ میں قتل و غارت گری کی جس کو جنگ حرّہ کہا جاتا ہے اور تیسرے سال میں کعبہ پر حملہ کیا۔(۴) جنگ حرّہ ۲۸ ذی الحجہ ۶۳ھ کو ہوئی۔ مسلم بن عقبہ مزنی نے بحکم یزید تین دن تک مدینہ منورہ میں لوٹ مار کی اور شامی فوج کو قتل عام کا حکم دیا۔ عورتوں کی حد درجہ عصمت ریزی ہوئی۔ زہری کی روایت ہے کہ جنگ حرہ کے مقتولین میں قریشی مہاجرین و انصار میں سے سات سو کی تعداد میں وہ لوگ تھے جو عام طور سے لوگوں میں قابل احترام و تعظیم سمجھے جاتے تھے اور ان میں وہ بزرگ و سردار تھے جو دس ہزار غلاموں کے مالک تھے۔(۵)

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یزید نے یہ بڑا گناہ کیا کہ اس نے مسلم بن عقبہ کے ذریعہ تین دن تک مدینہ میں کشت و خون کرایا۔ ان تین دن کے اندر مدینہ پاک میں اتنے بے شمار گناہ ہوئے کہ ان کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اگرچہ یزید کا منشا اس سے یہ تھا کہ اس کی حکومت و سلطنت مستحکم ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کے برعکس انتقام لیا اور اس کو فنا کے گھاٹ پہنچا دیا۔(۶)

مسجد نبوی میں یزیدی فوج کے گھوڑے بندھے تھے، لید اور پیشاب کرتے تھے۔ سعید ابن مسیب سے محدث ابن جوزی

۱۔ البدایہ ولنہایہ، ۲۔ ترجمہ ابن خلدون ج ۵، ص ۴۳، ۳۔ کتاب الامامۃ والسیاست ج ۱، ص ۲۶۳، وترجمہ الحسین مصنف علی جلالی مصری، ج ۲

۴۔ فخری، ص ۱۰۳ و الحسین ج ۲، ص ۵۔ ۵۔ تاریخ ابولفدا، ج ۱، ص ۱۹۔ ۶۔ البدایہ والنہایہ و الحسین، ج ۲

روایت متصل کرتے ہیں کہ ان دنوں مسجد نبوی میں سوائے میرے رات کو کوئی نہ ہوتا تھا۔ اور اہل شام مسجد میں آتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بوڑھا دیوانہ یہاں کیا کرتا ہے؟ اور نماز کے وقت حجرۂ شریف سے آواز اذان و اقامت آتی تھی اسی سے میں نماز بھی پڑھتا تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نماز میں نہ ہوتا تھا۔ (۱)

مدینہ منورہ کی تباہی و بربادی پر یزید نے نہایت خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ اس کے طور طریقے بالکل فرعون جیسے ہو گئے تھے، بلکہ فرعون اپنی رعایا کے حق میں یزید سے عادل تھا (۲)

خدا کی لعنت اس پر کی اس مردود ازلی نے فتنہ و فساد سے زمین کو بھر دیا راقم (ظفر سجاد) کا خیال ہے کہ کیا عجب ہے کہ یہ ظالم و بدکار اسلام سے بھی خارج ہو چکا ہو۔

محب اللہ بہاری ابن عبدالشکور (۳) لکھتے ہیں کہ ''یزید کا ایمان ہی مشکوک تھا، اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے۔ اس نے طرح طرح کی ناشائستہ حرکتیں کیں وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور اسی طرح دوسرے ظالموں و بدکاروں کی امامت پر بھی اتفاق ہوا۔ (۴)

بنی امیہ کی حکومت کے زوال کے اسباب

بنی امیہ کے حکومت کے زوال و بیخ کنی کا سب سے پہلا سبب امیر معاویہ کا اپنے ناخلف بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنا کر حکومت اسلامیہ کی باگ ڈور اس کے سپرد کر دینا ہے جو کسی طرح بھی اس کا اہل نہ تھا۔ دوسرا سبب حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا واقعہ ہے اور تیسرا سبب مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ میں قتل و غارت گری ہے۔

ابن خلکان کلبی کا قول نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہوش ہوتے ہی میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ بنی امیہ نے کربلا کے روز دین کی قربانی کر دی۔ (۵)

اس واقعہ سے بنی امیہ جلد ہی محسوس کرنے لگے تھے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً ان سے کربلا کا قصاص لے گا، چنانچہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو ایک خط لکھا تھا کہ آل ابی طالب کا خون بہانا میرے لئے بس ہے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ آل حرب (۶) ان کا خون بہا کر بالکل نڈر ہو گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حجاج ان کے قتل سے اس لئے پرہیز نہیں کرتا تھا کہ اس کے دل میں خدا کا خوف تھا بلکہ اس لئے کہ اس کو ان کے قتل کرنے سے سلطنت کے زوال کا خوف تھا۔ (۷) کربلا کے عظیم سانحہ کے حادثہ کے سبب سے مسلمانوں میں جو برہمی پیدا ہو گئی تھی وہ خالد بن مہاجر کے ان دو شعروں سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے جس کو ابن عساکر نے نقل کیا ہے اور وہ یہ ہیں۔

ابنی امیة هل علمتم اننی
احصیت ما با لطف من قبر
صب الا له علیکم غضبا
ابنا ء جیش الفتح او بدر

ترجمہ۔ اے بنی امیہ کی تم لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ میں نے طف کی تمام قبریں گن لی ہیں اللہ تعالیٰ اس کے غضب میں فتح مکہ یا بدر کی جیسی فوج بھیج کر تم لوگوں کو تباہ و برباد کر دے۔

اسی غصہ اور برہمی کا نتیجہ تھا کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ہی عراق حجاز، یمامہ اور شام تک میں لوگوں نے بنی امیہ کے خلاف خروج کر دیا تھا۔ اور یہی ان کی سلطنت کی تباہی کا سب سے بڑا سبب ہوا اور درحقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے اندر قتل و غارتگری پھر کعبہ مکرمہ کو منجنیقوں کا نشانہ بنانا اور اس میں آگ لگانا، یہ سب اس بات کا ثبوت ہے کہ واقعہ شہادت نے ان کے دل و دماغ کو مختل کر دیا تھا۔ اور یہ تو واقعہ ہے کہ یزید اور اس کے لڑکے معاویہ کے بعد ہی بنی امیہ نے چاہا تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی بیعت کر لی جائے لیکن بعض لوگوں نے اس کی مخالفت کی، ورنہ اسی وقت بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن اس پر بھی بنی امیہ کی حکومت بہت زیادہ دنوں تک نہیں رہی (۸) بلکہ اس کی مدت اس سے زیادہ نہیں رہی جتنا کہ کوئی ایک شخص زندہ رہ سکتا ہے:۔

کل جگ نہیں کر جگ ہے یاں دن کو دے اور رات کو لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

❁❁❁

۱۔تفریح الاذکیا، ج ۲، ص ۵۵۲۔ ۲۔مروج الذہب، ج ۲، ص ۷۵۔ ۳۔الحسین ترجمہ شہید کربلا، ج ۲۔ ۴۔تاریخ الامم، ج ۷ ص ۱۹
۵۔وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۳۶۵

۶۔حرب امیر معاویہ کے دادا، ۷۔روا سم الادب، ج ۱، ص ۷۴، ۸۔الحسین جلد ۳